



www.safareadab.com



سیدہ میمونہ

آزار



از قلم سیدہ میمونہ

All Rights Reserved

Copyright: Ssyeda memoona (Author)

Published by: Safar-e-Adab Publications

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

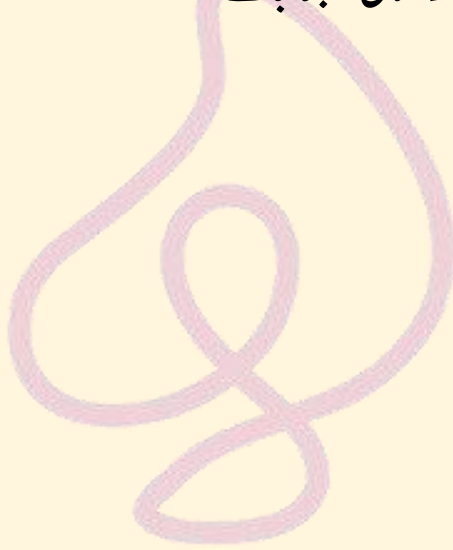
safareadab.com

safareadab@gmail.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab Publications, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

آزار کے تمام جملہ حقوق لکھاری "سیدہ میمونہ" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔



اس کہانی کہ مقصد کچھ ایسے ہی لوگوں کا تعارف ہے۔ ایسے لوگوں کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ انہوں نے کانٹوں پہ چل کر پھول بننا ہے یہ انگارا۔۔۔۔۔at the end خود بھول کر بس دوسروں کا نفع دیکھنا ہے یا اپنے آپ کو دوسرا موقعہ دینا ہے کیوں کے second chance تو ہر کسی کا حق ہوتا ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حصہ اول

کہانی کی شروعات سوات کے ایک خوبصورت اور پر امن علاقے وادی کمرٹ سے ہوتی ہے۔
 بہتے دریا کے پاس واقع پہاڑوں کے ذرا دامن میں ایک چھوٹا سا مگر پیارا گھر تھا۔
 لوگ دور دراز سے ان پہاڑوں کو دیکھنے آتے تھے لیکن اس گھر میں رہتی تھی اک لڑکی جس نے
 باہر کی دنیا کی آزاد
 زندگی چھوڑ کر یہاں رہنا تھا۔

یہ انہی پہاڑوں میں سے ایک کے دامن میں کھڑی اس لڑکی کا منظر ہے۔ لمبا سا فراک، سر پر
 اک چھوٹا سا سکارف جو کانوں کے پیچھے سے ہوتا گردن سے آگے کی طرف ہو رکھا تھا۔ وہ ہاتھ
 میں درانتی لیے گھاس کاٹ رہی تھی۔ پیارا سا چہرہ اور بڑی گول ہلکی بھوری آنکھیں اٹھا کر اس
 نے سامنے دیکھا۔ سامنے سے گزرتی سڑک پر کچھ بانیکر لڑکے پانی کی طرف جارہے تھے
 ۔ انہوں نے شاید پانی اس طرح بہتا پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنے کام میں بہت مصروف تھی۔ اسے پہلے گھاس گھر لے کر جانی تھی اپنی بکری کے لیے۔ پھر جھیل سے پانی بھرنے کے لئے جانا تھا۔ اور دوپہر کے کھانے کے تیاری کرنی تھی۔ زندگی ان پہاڑوں میں تھوڑی مشکل ضرور تھی لیکن شہر سے کافی بہتر تھی۔

اب اس نے گھاس کا ایک بندل اٹھا کر سر پہ رکھا اور نیچے کے طرف جانے لگی۔ وہ لڑکے پانی میں مچھلیاں پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اب انہیں کون بتائے کہ اس موسم میں دریائے کمرٹ میں مچھلی نہیں پائی جاتی

اسے آن کی آدھی معلومات پر تھوڑا دکھ ہوا۔

اپنے گھر کا دروازہ کھول کے وہ اندر داخل ہوئی اور گھاس نیچے رکھ دیا۔ اب وہ پانی لینے جانے کے لئے تیار تھی اک برتن سر پر رکھا اور چل دی۔ اہستہ اہستہ نیچے جا رہی تھی۔ دریا کے کنارے اس نے برتن نیچے رکھا اور بیٹھ گئی۔ ویسے وہ آج کسی کے انتظار میں بی تھی۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ برتن اٹھائے پانی کی طرف کو ہوئی۔.. excuse me پیچھے سے کسی نے آواز دی۔

اس نے مڑ کے دیکھا۔

کوئی لڑکا تھا لمبا سا، ٹریک سوٹ میں ملبوس، کلین شیو اور سیاہ چھوٹی آنکھیں۔۔۔۔
اسے دیکھ کر وہ آٹھ گئی

جی فرمائیں۔۔۔۔

جی آپ یہاں رہتی ہیں؟

جی ہاں۔ کیوں؟

یہاں کسی آبشار کے بارے میں سنا تھا لیکن سگنل نہیں مل رہے ادھر وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
اس لڑکے کی بات ادھوری رہ گئی۔

الارآآآآآآ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس پہاڑوں کی لڑکی نے چونک کر پیچھے دیکھا اور مسکراہٹ چہرے
پر کھیلنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے زیر لب دہرایا۔
پہاڑوں کی لڑکی اب تیزی سے اوپر کے طرف جانے لگی جہاں ایک لڑکی ہیوی بانک کے ساتھ
کھڑی تھی۔

اللہ اللہ ایلف تم نے بہت دیر کر دی۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ریلکس لڑکی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں بتاؤں گی کیوں دیر ہوئی مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
اب وہ دونوں ایک ساتھ نیچے آنے لگیں

دیکھ کے آنا ایلف یہ پتھر نیچے سے پھسل بھی جاتے ہیں۔۔۔

چارہی تھی۔

جی۔۔۔۔۔

آج دن کو چار بجے وہاں آجائیے گا۔۔۔۔۔ ہم آپ کے ساتھ چلیں گے اوکے۔۔۔ مجھے اپنی فرینڈ کو بھی یہ علاقہ دیکھانا ہے تو آپ بھی سہی۔

جی اوکے۔۔ میں آجاؤں گا لیکن ابھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں کیا کروں۔

آپ ایسا کریں وہ سامنے والا پہاڑ دیکھ رہے ہیں اس کے ساتھ جو چٹان ہے اس کے پیچھے ایک بہت پیاری جگہ ہے ادھر چلے جائیں۔

شانی نے چٹان کو غور سے دیکھا۔۔ وہ ایک بہت بڑی اور سیاہ چٹان تھی۔ پہاڑ کے بالکل درمیان
نے کھڑی تھی۔۔

وہ شکریہ ادا کرتا واپس مڑ گیا۔۔۔۔۔

جب وہ تھوڑا دور چلا گیا تو ایلف اور الارازور سے ہنس پڑیں۔۔۔

اففف الارازور I can't believe تم نے اسے غلط گھر بتا دیا۔۔۔۔۔ وہ اب بھی ہنس رہی تھی

--

ہاں تو اور کیا کرتی۔۔۔ پیچھے ہی پڑ گیا تھا عجیب انسان۔ چلو ہم گھر چلتے ہیں۔

ایلف اب علامہ کو اپنے دیر سے آنے کی وجہ بتا رہی تھی۔ دونوں شانی کو بتائے گئے گھر کے بالکل
دوسری طرف ایک گھر میں داخل ہو گئیں۔

سوات کے بلند پہاڑ جن کی چوٹیاں سفید بادلوں میں ڈھکی تھیں اور پانی کی وجہ سے ہلکی سی ٹھنڈ ہو

رہی تھی۔ انہی پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر پتھروں سے گزرتا وہ دور سے دکھائی دے رہا تھا

۔ کیوں کہ بلندی تھی تو وہ اہستہ اہستہ پنچوں کے بل اوپر چڑھ رہا تھا۔ ہاتھ میں ایک لمبا سا ڈنڈا

اوپر جانے میں مدد دے رہا تھا۔ کوئی پانچ منٹ اوپر جانے کا راستہ تھا سیاہ چٹان تک۔۔۔۔۔

وہ الارا کی بتائی چٹان کے پاس پہنچ چکا تھا۔ آگے اس کے دیکھنے کے لیے جو کچھ بھی تھا اس کی

جھلک وہ دور سے ہے دیکھ چکا تھا اور اب وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔ آ آ آ

وہ سن رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ اللہ نے اپنی دُنیا کو اتنا خوبصورت اسی لیے بنایا ہے تاکہ انسان اسے دیکھے تو احساس ہو کہ جب دُنیا اتنی خوبصورت ہے تو جانے جنت کیسی ہوگی اور اس طرح انسان کے دل میں جنت کی آرزو بڑھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

[illegible]

الار اور ایلف نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔
 اب اگر سر پے سوار ہو ہی گیا ہے تو لیے چلتے ہیں۔۔۔۔۔
 وہ تینوں باہر باہر نکل گئے۔
 اپ کی بانٹیکر کدھر ہے۔۔۔
 ہم۔۔۔ ہم بانٹک پے جائیں گے۔۔۔ وہ حیران ہو کر بولا۔۔
 جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا وہ تو ہوٹل کے باہر کھڑی ہے میں لیکر آتا ہوں۔۔۔۔۔ یہ کہتا ہوا دوسری جانب چلا گیا اور وہ
 دونوں ایلف کے بانٹک کے طرف جانے لگیں۔۔۔۔۔
 ایلف کی بانٹک گھر کے باہر ہی تھی۔ جتنی دیر میں ایلف اور الار بانٹک پے سڑک تک گئیں تو وہ
 بھی اپنی بانٹک پے ان کے پاس آرکا۔۔۔۔۔
 چلیں؟؟۔۔۔۔۔

جی۔۔۔ الار اساتھ میں ایلف کو راستہ سمجھانے لگی۔ دونوں بانٹکس آگے پیچھے سڑک پے دوڑتی
 ہوئی نظر آنے لگیں۔

آدھا گھنٹہ سفر کے بعد وہ تھل بازار سے گزر رہے تھے۔
 اور کتنے دور جانا ہے عالی۔۔ ایلف نے اپنے پیچھے بیٹھی لڑکی سے پوچھا۔
 یہاں سے ٹکی ٹاپ جانا ہے ایک گھنٹہ لگے گا۔۔۔۔۔ وہ اونچی آواز میں بتا رہی تھی تاکہ شافی
 بھی سن لے اور کوئی سوال نہیں کرے لیکن۔۔۔

اللہ دو ہزار۔۔۔ ایک ہزار دوں گی صرف سامان لے کے جانا ہے بس ہم خود تو پیدل ہی جائیں گے نا۔۔۔

باجی خدا کا خوف کھاؤ اتنے دور جانا ہے ہم بھی پیدل ہی جائے گا نہ۔۔۔۔۔۔۔۔
اچھا بس بس۔۔۔۔۔ بارہ سو لے لینا بس۔۔

وہ ہائیکس سے سامان اتار کے گھوڑے پے لادتھے اور عالی نے دو ڈنڈے کہیں سے اٹھا کر دونوں کو دیے۔۔۔۔۔

یہ کس لیے؟؟؟ ایلف نے ڈنڈا لیتے ہوئی پوچھا۔
رکھ لو کام اے گا۔۔۔۔۔

اس کی ضرورت نہیں ہے میں نے بہت بار مار گلہ۔ کے پہاڑوں پر ہائیکنگ کی ہے۔۔۔ شانی
نے ڈنڈا پھینک دیا۔۔۔

الاراء زور سے ہنسی اور ڈنڈا اٹھالیا۔
ہنسی کیوں؟؟

ہا ہا ایسے ہی۔۔۔۔۔ مجھے پتا نہیں تھا تم اتنے اسٹرونگ ہو ورنہ میں تمہیں ڈنڈا آفرنا کرتی
وہ ڈنڈا اٹھا کر آگے نکل گئی۔ آگے پہاڑ پر راستہ کافی اوپر اونچائی پر تھا اسالگتا تھا جیسے سیدھا ٹریک
نہیں ائے گا لیکن ایک گھنٹہ ہائیکنگ کے بعد ٹریک سیدھا ہو گیا۔۔۔۔۔

الارا اور ایلف تو ڈنڈے کے زور پر اوپر جا رہی تھی لیکن شافی کو اُس کا ہائیکنگ کا تجربہ کوئی کام نہیں سے رہا تھا۔ بیچارہ بہت مشکل سے اوپر جا رہا تھا

اور کتنا راستہ ہے یار۔؟؟۔ اب اُس نے پوچھا

زیادہ نہیں بساک گھنٹہ اور۔۔۔۔۔

ایک گھنٹہ۔۔۔۔۔ تمہیں لانے سے پہلے مجھے بتانا چاہیے تھا۔۔۔۔۔

تم نے پوچھا نہیں تو میں کیا بتاتی۔۔۔۔۔

عالی نے انتہائی معصوم شکل بنا کر کہا

اچھا یہ لو۔۔۔۔۔ ساتھ ہی ڈنڈا اس کی طرف بڑھا دیا۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ اکڑا اب بھی وہی تھی اُس کی۔

رکھ لو نظر آ رہا ہے تم کتنے ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ عالی نے اسرار کیا۔

کہانا نہیں چاہیے۔۔۔۔۔ وی خزرے سے کہتا اگے بڑھ گیا جیسے الارا تو اُسے دینے کے لیے

مری جا رہی تھی نہ۔۔۔۔۔ ہو نہ

وہ بھی آگے ایلف سے جا ملی۔

تینوں گھوڑے والے کے پیچھے پیچھے اوپر کو جا رہے تھے۔ الارا کو تو پتھروں پر چلنے کی عادت تھی لیکن شافی اور ایلف تو پہلی باریوں ہائیکنگ کر رہے تھے اسی لیے وہ چاہتی تھی کہ شافی ڈنڈا لے لے تو اُسے بھی آسانی ہو لیکن اس کے خزرے تو ساتویں آسمان پر تھے سو وہ بھی اب نہیں پیچھے گی

بھائی کتنا راستہ رہتا ہے لیک کا۔۔۔ اب وہ الاراہ سے تو بات کر نہیں رہا تھا سو گھوڑے والے سے
پوچھ لیا۔۔

صاحب ابھی تو جہاز بھانڈا تک تم کو لیے کر جائے گا میں۔۔ آگے تو تم کو خود ہی جانا ہے کل صبح

الاراء کا دل کیا کہ اپنا سے پیٹ لے۔۔۔۔۔ اف۔

کل صبح کیوں بھئی۔۔

کیوں صاحب تمہارا پاؤں پر چوٹ ہے یا سر میں۔۔۔۔۔ اسے گھوڑے والے کے بات سمجھ
نہیں آئی

کیا مطلب۔۔۔۔

مطلب صاحب کہ تم ابھی جہاز بھانڈا جائے گارات کو ادر ہی قیام کرے گا پھر صبح لیک جائے گا
نہ۔۔۔۔۔ کم از کم تم کو چار گھنٹہ چلنا پڑے گا صبح اگر تم کو تجربہ پے چلنے کا تو تین لگ جائے گا
۔۔۔۔۔ ابی تورات ہونے والا ہے تم نہیں جاسکتا۔۔۔۔۔

شانی تو شانی، ایلف نے بھی الارا کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔

تم ہمیں اتنے دور بتائے بغیر لے آئیں علا راہ۔۔۔۔۔ ایلف تو مانورونے کو تھی۔ بیچاری کی چل چل کے ٹانگیں ٹوٹ رہی تھیں۔ لکین یہ سوچ کر چپ تھی کہ پہنچ جائیں گے لکین یہ تو حد ہی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

بہت اچھے۔۔۔۔۔ شافی نے بس اتنا کہا اور آگے چلا گیا زخمی پاؤں کے باوجود وہ تیز چل رہا تھا اور الارا کے لیے یہی کافی تھا۔۔

وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہو رہی تھی۔ atleast اسے بتا کر لانا چاہیے تھا۔۔۔۔ اور اب تو ایلف بھی ناراض لگ رہی تھی۔

ایلف۔۔۔۔۔ وہ اہستہ سے بولی۔۔

ہوں۔۔۔۔۔

سوری۔۔

یار سوری کر تو رہی ہوں۔ واقعی مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ I am sorry

خود بھی چپ چاپ چلنے لگی۔

شافی تو اب ایسے خاموشی سے چل رہا تھا گے کبھی بات بھی نہیں کرے گا۔ گو کہ اُن کے ملاقات کو زیادہ وقت نہیں ہوا تھا پھر بھی الارا کو اس کے خاموشی چبنے لگی۔

مشکل سے چلنے کے باوجود بھی وہ خاموش تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کے ساتھ چلنے لگی مگر اس نے کوئی توجہ نہیں دی۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں ٹھیک ہو جائے گی

ہمم۔۔ hope so

ویسے تم دونوں بیسٹ فرینڈز ہو کیا؟؟

نہیں ایلف میری کزن ہے، میرے ماموں کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اس نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔
باقی کا سفر خاموشی سے کٹا تھا۔ البتہ ایلف نے ابھی تک عالی اے کوئی بات نہیں کی تھی اور عالی
نے کوشش بھی نہیں کی۔ وہ اپنی کزن کو اچھے سے جانتی تھی اسی لیے وقت دے رہی
تھی۔۔۔۔۔

جہاز بانڈہ اک خوبصورت گاؤں تھا۔ کٹورالیک جانے والے لوگ یہاں سے گزر کر آگے جاسکتے
تھے۔ اکثر لوگ یہاں رات کو قیام کرتے پھر صبح سویرے لیک کے لیے نکل جاتے تھے۔ انہوں
نے بھی یہی ارادہ کیا تھا۔ عشاء سے کچھ دیر پہلے وہ گاؤں میں موجود تھے۔ وہاں رہائش کے لیے
ہوٹل اور کیمپ بنائے گئے تھے سوا انہوں ہوٹل میں دو روز مزبک کروالیے۔

الارا اور ایلف کا روم ایک تھا۔ ابھی ابھی اُن کا تھوڑا بہت سامان شافی کمرے میں رکھ کر گیا تھا۔ یہ
بھی الارا کی مہربانی تھی جس کے وجہ سے ایلف زیادہ سامان نہیں لاپائی تھی بس وہی کچھ تھا جو وہ
بانک سے نکال ناسکی تھی۔۔۔۔۔

جانی چاہیے تھی۔

٦-؟؟؟؟؟-

ہاں چلو۔

کیا لوگے تم لوگ؟

آواز میں جواب دیا۔

نہیں لگتی تم لوگ منگاؤ کھانا میرے لیے بس اک چائے۔۔۔ میں ذرا آتی ہوں۔۔ وہ اٹھ کر جھیل کی جانب چلی گئی

ہوں۔۔۔۔

کیا ہوا تمہیں۔۔۔۔۔

اب وہ دونوں جھیل کے پاس بیٹھ گئیں۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ الارا نے اپنے تاثرات نارمل رکھتے ہوئے کہا۔

بہت خوب۔۔۔۔۔ جسے میں نے تومان لیا نہ کہ تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔

الار انے اسے دیکھا۔۔۔ اس لڑکی سے بات چھینا اتنا مشکل کیوں تھا۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوا یلف۔۔۔۔۔ پھر وہی جواب۔

کچھ دیر کے خاموشی۔۔۔۔۔ پھر خود خود ہی کچھ سوچ کر کہنے لگی۔

عالی۔۔۔ پھوپھو کا کتنا دل دیکھے گا اگر وہ تمہیں ایسے روتے دیکھیں گی۔۔۔۔۔
 الارا نے اسی چونک کے دیکھا۔۔۔۔۔ پھر اپنی آنکھیں رگڑیں اور اٹھ کھڑی ہوئی۔
 شافی نے آڈر دیا کیا۔۔۔۔۔
 اور پیچھے کھڑا انسان فوراً پلٹ گیا۔۔۔۔۔
 ہاں میں کہہ کر ائے تھی اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 مجھے بھوک لگی ہے چلو کھانا کھائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 ایلف مسکرا کر اس کے ساتھ چل پڑی۔ شافی کھانا آڈر کر چکا تھا۔
 ارے واہ۔۔۔۔۔ میرا پسندیدہ سیخ کباب۔۔۔ ایلف کا موڈ تو کباب دیکھ کر ہی ٹھیک ہو گیا۔۔
 یہ کیا بھئی میں تو سمجھا تھا یہ الارا کو بھی پسند ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 ہاں تو میں تو سب کھا لیتی ہوں۔۔۔۔۔ اس کا موڈ بھی کچھ بیٹر تھا۔
 ہاں ہاں سب کھا لیتی ہے یہ۔ پتہ ہے میرے گھر آئی تھی ی کچھ عرصہ پہلے میرے پورا فریج خالی
 کر دیا اک دن میں۔۔۔۔۔ ایلف اسے چھیڑ رہی تھی۔۔۔۔۔
 الارا نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ ایک تو اس کی آنکھیں بڑی اور گول اوپر
 سے ناک پے دھر اس کا غصہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اف۔
 ایلف اور شافی اس کے شکل دیکھ کر ہنس پڑے لیکن وہ آلا را تھی۔ کباب کے پوری پلیٹ اپنی
 طرف کھینچ لی۔۔۔
 ارے ارے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شافی پلیٹ اپنی طرف کرنا چاہی تو اس نے ہاتھ میں اٹھالی۔۔

.....

adab@safareadab.com

پیلو

یار تو مجھے بلا کے خود غائب تھا اب بندے کو برا بھی نا لگے۔۔۔۔۔ وہ فون پر کسی سے گلہ کرنے میں مصروف تھا۔

(اللہ اللہ جھوٹ۔۔۔۔۔ اور وہ بھی مجھ سے۔۔۔۔۔ عالی کو تو جسے صدمہ لگا تھا)

میں جب اوّل گانہ تب تیرا علاج کروں گا تجھے ٹیوننگ کی سخت ضرورت ہے

----- ایسا لگتا تھا وہ کسی بہت خاص سے بات کر رہا تھا اور اب اس نے فون رکھ دیا

ایلف اس سے کچھ کہنے لگی تھی کہ الارا نے اسے اشارے سے روک دیا۔۔۔۔۔

چٹان کو پار کرنا بہت مشکل ہوتا اگر اس میں قدرتی طور پر پتھر نما سیڑھیاں نابی ہو تیں۔ تینوں آگے پیچھے اوپر چڑھنے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔

اور واقعی اک نہایت دلکش منزل اُن کے انتظار میں تھی۔۔۔۔۔۔ وہاں بہت سے پہاڑ تھے جو دائرہ کی مانند کھڑے تھے جس سے بچ میں ایک کٹورے کے شکل بنتی تھی اور پہاڑوں سے بہتا پانی وہاں آکر جمع ہوتا تھا۔ سبز پہاڑوں کے رفلکشن کے وجہ سے پانی کارنگ بھی نیلا اور سبز تھا۔۔ یہ کٹورالیک تھا۔ کٹورالیک سے پانی ہوتا پہاڑوں کے بچ سے جھرنے کے صورت میں نیچے گرتا تھا۔ وہ جھرننا چوٹی سے جھیل کی طرح چھوٹی کٹورالیک اور وہاں سے جہاز بانڈہ سے ہوتا ہوا کمرائیں میں بڑی جھیل میں گرتا تھا جو کے آگے پورے سوات میں دریا کے صورت میں بہتا تھا الارا اور ایلف نے تو یہ جگہ پہلے دیکھ رکھی تھی لیکن شافی نے ایسا دلفریب نظارہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔

صبح کے نو بجنے والے تھے اور یہاں ابی تک ایسا ماحول تھا کہ جیسے سویرا ہو۔ بادل پہاڑوں کو ڈھکے ہوئے تھے اور دھند تو لیک کے پانی پر بھی ایک خواب کی ماند تھی۔۔۔۔۔ اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ یہاں ایسا بھی کیا تھا کہ اسے اتنا سفر کرنا پڑا۔۔۔۔۔

[illegible]

سنو الارا۔۔۔۔۔ جاتے دیکھ کر اسے پکارا

تھینک یو۔۔۔۔۔

مجھے دھوکے سے یہاں لانے کے لیے۔۔۔۔۔ عمارہ کو لگا وہ طنز کر رہا ہے۔

طنز کر رہے ہو۔۔۔

نہیں یار میں یا گل ہوں جو طنز کروں گا۔۔

—

پھر یہ کہ میں نے واقعی ایسی جگہ پہلے کبھی نہیں دیکھی۔۔۔۔۔ اگر تم مجھے نالاتی تو مجھے اندازہ نہ ہوتا کہ سٹرگل کرنے کے بعد منزل خوبصورت بھی ہو سکتی ہے۔

علاوہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔۔۔ کچھ دیر کھڑی رہی پھر وہیں بیٹھ گئی۔

ایک بڑا سا پتھر تھا جس پر وہ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ سامنے ایلف کچھ بچوں سے بات کر رہی تھی۔

تم کہاں سے ہو؟؟؟ عالا رانے پوچھا۔

اچانک سوال پر شافی نے اسے دیکھا وہ بالکل سامنے دیکھ رہی تھی۔

میں ٹیکسلا سے ہوں۔۔۔۔۔ میری فیملی بھی۔

(اب بچے ایلف کو کچھ دیکھا رہے تھے)

کیا ہے وہاں۔ میرا مطلب وہاں خاص کیا ہے؟

وہاں کے لوگ۔۔۔۔۔ وہ اندازہ نہیں کر پائی کہ شافی اسے دیکھ رہا تھا۔

لوگ۔۔۔۔۔ عالا رانے مڑ کے اسے دیکھا۔

ہاں لوگ۔۔۔۔۔ i mean of course وہ بہت نج مینٹل ہیں اور اینٹ کا جواب پتھر بھی

دیتے ہیں لیکن پھر بھی دیکھے بہت اچھے ہیں زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں لیکن اپنے بچوں کو اچھی

تر بیت دیتے ہیں۔ کافی مذہبی اور سادہ سے ہیں۔۔۔۔۔ وہ دھیمے لہجے میں ہلکا سا ہنس کر جواب دے

رہا تھا۔۔۔ وہ بھی تو ایسا ہی تھا نہ۔

(ایلف اب بچوں کے ساتھ سیلفی لے رہی تھی۔۔۔ پھر اوپر دیکھ کے اسے بھی نیچے آنے کا اشارہ

کیا)

وہ اہستہ سے کھڑی ہوئی اور نیچے جانے لگی۔ اب اسے احساس تھا کہ شافی اسے دیکھ رہا ہے
 لکین نیچے جا کر وہ مصروف ہو گئی۔

جب تک وہ لوگ وہاں رہے شافی اسی طرح بیٹھا رہا سر جھکا کے۔۔۔۔۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد سر
 اٹھا کے اُن دونوں کو دیکھتا جو ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش تھیں۔۔۔۔۔
 علا را اب ایلف پر پانی اچھال رہی تھی اور ایلف ہنس رہی تھی۔۔۔۔۔
 جانے سے کچھ دیر پہلے وہ بھی نیچے آ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے واہ۔۔۔۔۔ مبارک ہو الارا یہ صاحب آخر کار نیچے آ ہی گئے۔۔۔۔۔ ایلف کو سمجھ میں
 نہیں آ رہا تھا کہ اتنا سفر کر کے اتنی دور وہ بیٹھنے آیا تھا۔۔۔۔۔
 وہ ہلکا سا ہنس دیا۔۔۔۔۔ تم بھی وہاں بیٹھ کر دیکھتیں تو تمہیں ایسے طنز کرنے کی ضرورت نہیں
 پڑتی۔۔۔۔۔

اچھا اچھا بھئی بس کرو دونوں اب واپس چلیں کیا؟؟؟ الارا اب واپس جانا چاہتی تھی کیوں کہ
 انہیں جہاز بانڈہ سے کمر اٹ تک کا سفر بھی آج ہے کرنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 ہاں چلتے ہیں بس ایک منٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر دوسرے طرف چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد
 ہاتھ میں دو ڈنڈے اٹھالایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دو کیوں؟؟؟ تم اس کے بغیر چلے جاؤ گے؟؟
 میں نہیں مادام آپ جائیں گی اس کے بغیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شافی اُسے دیکھ کر ہنس دیا اور ایلف اس کے پیچھے ڈنڈا ہاتھ میں لیے چل پڑی۔۔۔۔۔

واپسی کا سفر آرام سے تہ ہو گیا۔ گاؤں پہنچ کر انہوں نے ہوٹل سے چیک آؤٹ کیا اور ٹکی ٹاپ لیے سفر شروع کیا۔ راستہ آرام سے ہلکی پھلکی باتیں کرتے کٹ رہا تھا۔۔۔۔۔ شافی انہیں کافی انٹرٹین کے رہا تھا اور عالی کو چڑا بھی رہا تھا۔۔۔ جب وہ چڑ جاتی تو اس کا لال چہرہ دیکھ کر ہنس پڑتا۔ اب شافی اور ایلف اپنی واپسی کے باتیں کر رہے تھے تو اس کا دل تھوڑا اُداس ہو گیا

پاس سے ہے ایک گھوڑے والا گزر رہا تھا۔۔۔۔۔

[illegible]

جی باجی جی۔۔۔۔۔

ٹکی ٹاپ تک جانا ہے تم اس طرف جا رہے ہو تو گھوڑا مجھے دے دو وہاں آکر لینا۔۔

باجی جی ہم کو کیا بھروسہ اگر تم لے کر بھاگ گیا تو۔۔۔

ارے میں نہیں جاتی کہیں اگر چلی گئی تو یہ میرے دوست ہیں ان کو گروی رکھ لو۔۔۔۔۔ وہاں آ کر پیسے بھی لے لینا سو روپے زیادہ دوں گی۔۔۔۔

سو روپے کے لالچ پے گھوڑے والا مشکل سے مان ہی گیا جبکہ ایلف اور شافی اس کی شکل دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

تم ہمیں چھوڑ کر جا رہی ہو عالی۔۔ ایلف نے شکوہ کیا

عالی نے دونوں کو ایک ناراض نظر سے دیکھا

تم لوگ بھی تو جانے کی بات کر رہے ہو نہ۔۔۔۔۔ اُس نے گھوڑا دوڑا دیا۔

شافی سمجھ نہیں پایا لیکن ایلف سمجھ چکی تھی کہ اسے جانے کی بات کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔

اسے کیا ہوا؟؟

ناراض ہے۔۔۔۔۔ مختصر جواب

کیوں؟؟

اسے جانے کی بات کرنا اچھا نہیں لگا۔۔۔۔

تو وہ ہم سے کہہ سکتی تھی ہم نہیں کرتے بات۔۔۔۔۔ شافی کو اب بھی سمجھ نہیں آیا

اُن کے آنے تک اس کا موڈ قدر بھتر تھا۔۔ وہاں سے بانیکس لے کر وہ لوگ واپس کمر اٹ آ گئے ایلف اور الارا اتے ہی سو گئیں جبکہ شافی اپنے دوستوں کی طرف ہو ٹل واپس چلا گیا۔ شام میں بھی جب عالی پانی لینے گئی تو اسے کہیں نظر نہیں آیا۔۔۔۔۔ گھر آ کر اُسے بہت سے کام تھے جو اس نے مکمل کیے۔۔۔۔۔ دن پوں ہی گزر گیا۔۔۔

وہیں پہاڑوں کی ایک لڑکی بھوری اسکرٹ اور سفید بلاؤز کے ساتھ اپنے بالوں کو بھورے ہیڈ سکارف میں ڈھکے اپنے گھٹنوں پر سر رکھے جھیل کے کنارے بیٹھی تھی اور

ہاں۔۔۔۔۔ وہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔

پھر کب آو گی؟؟

پتہ نہیں۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔ ایک سادہ سا اُداس جواب۔۔۔۔

عالی جانا تو ہے نہ لکین۔ میں جلدی آنے کے کوشش کروں گی پکا وعدہ۔۔۔ ایلف نے اس کے اُداس دور کرنا چاہی۔۔

میں تمہیں روک نہیں رہی ایلف لکین اُداس ناہونے میرے بس میں نہیں ہے

----- خیر سے جانا اور جاتے ہیں کال کرنا سنا نہ۔۔۔۔۔ وہ ایلف کو سمجھا رہی تھی۔

اچھا بھئی کر دوں گی۔۔۔۔۔ وہ اب جانے کے لیے تیار تھی۔۔۔۔۔

اپنا خیال رکھنا۔۔۔۔

تم بھی۔۔۔۔۔

ایک دوسرے سے بالکل ویسے ہے ملیں جسے دودن پہلے ایلف کے انے پر وہ ملیں تھیں۔۔

اہستہ اہستہ اب ایلف اوپر جا رہی تھی۔۔۔۔۔ جینز کے اوپر کرتی پہنے پاؤں میں بانسکرز والے
 بوٹ ہاتھ میں، سیلیٹ اٹھائے۔ اپنے سامان کا ایک بیگ کندھے سے لگا رکھا تھا۔۔۔۔۔ اب
 بانک پر بیٹھ کر سٹارٹ کی اور تیز ہوا کی رفتار سے سڑک پر غائب ہو گئی۔۔۔۔۔
 نیچے کھڑی لڑکی بھی اسے جاتا دیکھ کر واپس پلٹ گئی۔۔۔۔۔
 گھر میں داخل ہوئی تو صبح کے نو بج چکے تھے۔ اپنی بکری کے لئے چارہ تیار کر کے ڈالا، گھر کی صفائی
 کی، دن کے کھانے کی تیاری کی اور اب کچھ کپڑے تھے دھونے کو سو وہ دھونے لگی
 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی تنہائی دور کرنے کو کام بہت تھے اس کے پاس لکین پھر بھی کتنے ہو سکتے تھے
 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک بجے تک سب کام ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ اب اس نے اپنے لیے کھانا نکالا اور اکیلے بیٹھ کر
 کھانے لگی۔۔۔۔۔
 ابھی وہ برتن اٹھا رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو وہ سامنے اپنے ازلی
 لاپرواہ حلیے میں سیاہ ٹریک سوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔
 ہیلو۔۔۔۔۔ ایک تپاک مسکراتا چہرہ
 وعلیکم ہیلو۔۔۔۔۔ کیسے ہو؟؟ وہ کہتے ہوئے اندر چلی گئی جس کا مطلب تھا کہ وہ اندر آ سکتا ہے
 ۔۔۔۔۔
 اندر آ کر بھی وہ دروازے میں ہے کھڑا رہا۔
 کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ اس نے اونچی آواز میں پوچھا تو کچن سے آواز آئی۔۔۔۔۔

کچھ خاص نہیں بس ابھی کھانا کھایا تھا اسے کے برتن دھور ہی تھی۔۔۔ وہ ہاتھ صاف کرتی ہوئی باہر آئی۔

اور ایلف چلی گئی کیا۔۔۔۔

ہم آج صبح۔۔۔۔

اچھا اچھا۔۔۔۔۔ ام ایک کپ چائے ملے گی۔۔۔ ایک بہانہ وقت گزارنے کا چاہیے تھا۔۔

ہاں ہاں کیوں نہیں تم بیٹھو میں لاتی ہوں۔۔۔ وہ جانے لگی تھی۔

نہیں میں جھیل کی طرف جا رہا ہوں تو۔۔۔۔۔۔۔۔

اوکے میں وہیں لے آؤں گی۔ الارا نے سمجھ کر سے ہلا دیا۔

اوکے۔۔۔۔۔۔ وہ اٹھ اور باہر نکل گیا۔

کچھ دیر بعد وہ دو چائے کے کپ ہاتھ میں لیے نیچے پہنچ گی۔

یہ رہی چائے۔۔۔۔۔ اس کا کپ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئی بولی۔

بہت شکریہ یار۔ ان ہوٹلز میں ایک کپ چائے اچھی نصیب نہیں ہوتی۔۔۔ اس نے ایک سپ

لیتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھی بنا لیتی ہو ویسے۔۔۔۔۔

ہم پتہ ہے مجھے۔۔۔۔۔ الارا وہیں تھوڑا فاصلے پر بیٹھی تھی۔

ایک بات پوچھوں؟؟؟ شافی نے کچھ یاد آنے پر کہا

ہاں پوچھو۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔ تمہاری فیملی کہاں ہوتی ہے؟؟
 الارا کم از کم اس سوال کو نہیں سوچ رہی تھی۔۔۔
 کیا؟؟۔۔۔

آئی مین کوئی تو ہو گا ایلف کے علاوہ۔۔۔ وہ میں اس دن سن رہا تھا گاؤں میں جب تم ایلف سے
 بات کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

کسی کی باتیں سننا اچھی بات نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ الارا کو اچھا نہیں لگا تھا۔۔
 ہاں بعد میں احساس تو مجھے بھی ہوا تھا لیکن تب کیا ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔ اچھا بتاؤ تو۔۔۔۔۔ وہ اب
 بھی بضد تھا۔

میں۔۔۔۔۔ میں ایلف کی کزن ہوں۔۔۔ اس کے بابا میرے ماموں تھے۔ دس سال پہلے
 میرے ماما، بابا کی کار ایکسڈنٹ میں جان چلی گئی۔ اس کے بعد ماموں نے ہی مجھے ایلف کی طرح
 پالا اور تین سال پہلے اُن کی بھی ڈیڑھ ہو گئی۔۔۔۔۔

وہ پولیس آفیسر تھے۔ تین سال پہلے ایک پولیس مقابلے میں اُن کو گولی لگی تھی
 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ گھر جس میں، میں رہتی ہوں انہوں نے بہت پہلے بنوایا تھا انہیں یہاں آنا
 بہت پسند تھا اور۔۔۔ مجھے بھی۔ ان کے جانے کے دو سال بعد میں نے یہاں آنے کا فیصلہ کیا اور

ایلف کا خواب تھا اپنا بزنس کرنے کا سو وہ ہیں islamabad رہنا چاہتی ہے
 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الارا نے اپنی بات مکمل کی۔

ایم سوری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پارہا تھا کہ کیا کہے

کس لیے۔۔۔۔۔

تمہارے پر نٹس کی ڈیتھ کے لیے اور۔۔۔۔۔

اور۔۔۔۔۔ عالی نے فوراً سوال کیا۔

امم۔۔۔۔۔ you have been through a lot....

ارے نہیں یار۔۔۔۔۔ اب تو بہت وقت ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ کھڑی ہو گئی تو ساتھ ہی شافی بھی کھڑا ہو گیا۔۔۔

اچانک شافی کا فون بجا۔۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔۔ ہاں ہاں آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ فون بند کر دیا

اچھا سنو مجھے لڑکے بلا رہے ہیں میں چلتا ہوں اوکے۔۔۔۔۔ اب وہ الارا کی طرف متوجہ تھا۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

وہ چلا گیا تو عالی پہاڑ چڑھنے لگی۔ اہستہ اہستہ اوپر جا رہی تھی۔ سڑک تک پہنچ کر اب سڑک پر چل رہی تھی۔ اس کا رخ جھرنے والے راستے کی طرف تھا۔۔۔

یہاں سے سیدھی سڑک جاتی تھی۔ پیچ پیچ کہیں روڈ ٹوٹا بھی تھا۔۔۔۔۔ ایسا نہیں تھا کہ یہاں روڈ

بنائے نہیں گئے تھے لیکن یہاں آنے والے ہر سال کے سیلاب میں سڑک تباہ ہو جاتی تھی تو

بنانے کا فائدہ بھی نہ تھا۔۔۔۔۔ اس کے گھر سے تھوڑا پیچھے اک ایسی جگہ بھی تھی جہاں بہت بڑے

بڑے سفید پتھر ہزاروں کی تعداد میں بکھرے نظر آتے تھے۔۔۔۔۔ وہ پتھر اٹھانا تو دور ہلانا بھی کسی

عام انسان کے بس کی بات نہ تھی اور یہ سارے پتھر سیلاب میں بہہ کر ہر سال آتے تھے۔۔۔۔۔ جمع

اوہ اچھا۔۔۔۔۔ وہ خاموشی سے نیچے دیکھنے لگی۔

میں تو اس لیے کہ رہی تھی کہ یہ جگہ ہی ایسی ہے کہ کوئی اک بار آئے تو بار بار آنے کا دل کرتا ہے

ہاں لکین جانے بھی نہیں دے رہی نا۔۔۔۔۔۔ وہ اس کے تاثرات سے محظوظ ہو رہا تھا۔
ارے میں نے کب روکا تمہیں؟؟ جاؤ جاؤ۔ ہو نہہ

پل صراط

عنیزہ زاہد



"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔' اس کے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

ایسین فتح



ابراہیم

"یہاں دستخط کرو غازیہ ! " کاغذ غازیہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازیہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازیہ کے ہاتھ بڑی طرح کانپتے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تمام کر شفاف کاغذ پر آدھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی حسرت میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازیہ ! " سیکم کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"بچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سیکم ! اور یہ نیا دھور رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہنے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازیہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمینڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو پیٹتے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

Click here

safareadab.com



دنوشہ آرزو

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ج جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگ حب الہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔ "جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔ "وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟ "میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے توجھ جائے گی نا۔ "ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔ اچھا سننے پر یقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ناپ کیا۔ "میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آخر۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ در اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ یہ کیا عجیب سا سوال ہے۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے بلیٹی اور حسن خان وہیں دل تمام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے سہنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

Click here

safareadab.com

وراثت

فاطمہ ملک

ناول ہم بدل اعتبار کی دیک جھلک

”آپ کی شادی کہاں ہو رہی ہے؟“ وہاج نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ چہرے پر ہیجان سا تھا۔ جسے شاید وہ سمجھ نہ پائی۔
جی ”؟“۔۔۔ ہانیہ نے حیرت والی جھنجھٹ سے اسے دیکھا۔

”آئی مین کیا آپ کا رشتہ ریلیٹوز میں ہوا ہے؟“ وہاج خود کو بڑی آکورد صورت حال میں گرا محسوس کر رہا تھا۔
جی میرے ننھیال کی طرف۔ ”آہستگی سے جواب دیا کہ وہاج بمشکل سن پایا۔

”اپنے فیانسی کو دیکھا ہے آپ نے؟“ وہاج کے سوال پر ایک پل کو وہ سٹپٹا سی گئی۔ کیا جواب دیتی۔ ابھی تک موصوف کو دیکھا ہی نہ تھا۔ دوسری طرف اس ساری صورت حال میں اب آکر اسکے چہرے پر ایک نرم سی مسکراہٹ آئی۔ جسے دبا کر اسنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا جو کہنے کو اسکے نکاح میں آنے والی تھی مگر جانتی ہی نہ تھی۔

”نہیں سر! میرا مطلب ہے جی، میں نے دیکھا ہوا ہے۔“ وہ اپنا اعتماد دکھورہی تھی۔ دیکھا ہوا کہاں تھا مگنیتیر کو۔ وہ تو پورا نام بھی نہ جانتی تھی اسکا۔ محض یہ پتا تھا کہ اسکا نام وہاج تھا اور وہ لاہور سے تھا۔ اب ایسا تو نہیں تھا نا کہ لاہور میں وہاج نامی ایک ہی شخص ہو۔ اسنے اپنے دل میں یہ بات آنے ہی نہ دی۔

”اوہ۔۔۔ اچھا!“ اپنے بھرپور قہقہے کا گلا گھونٹتے ہوئے وہ بولا۔

”جی جی سر، ضرور۔۔۔۔۔ کینے اس طرف ہے۔“ وہ
یونیورسٹی کا ڈین تھا اور ایک عزت دار مرد۔ چائے کی
آفر کیسی تھی اسکی گہرائی میں وہ جا ہی نہ سکی۔ نرم سی
مسکراہٹ لیے وہ کینے کی طرف بڑھ گئی۔ وہاں بھی
اسکے پیچھے پیچھے چل دیا۔ واپسی پر وہ کچھ دیر حاجرہ کے
پاس کھڑا سے کچھ کہتا رہا اور پھر دور سے ہی ہاتھ ہلا کر
اسے الوداع کرتا باہر چلا گیا۔ ہانیہ کو اب کہ سمجھ نہ
آئی کیا ریسپانس دے۔ بس مسکرا کر سر ہلا دیا۔

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب